

”کل کے لیے“ کے دو

مطلب ہو سکتے ہیں، ایک  
روز قیامت کے لیے، دوسرا  
روز آئندہ یعنی فردا کے لیے۔

پہلے مفہوم کے مطابق شعر کا  
مطلب یہ ہے کہ روز قیامت  
کے خیال سے شراب پلانے میں  
بُخل نہ کر۔ عوام کا عقیدہ ہے  
کہ جو لوگ یہاں شراب سے  
پرہیز کریں گے، انھیں قیامت  
کے دن حضرت ساقی کو شراب  
طہور پلائیں گے۔ مرزا کہتے ہیں  
کہ ساقی کو شراب کی فیاضی عام ہے  
اس میں کسی کے لیے کلام کی  
گنجائش نہیں۔ یہ اس پاکفات  
کے متعلق غیر نمایاں گمان ہے  
کہ وہ کسی کو اپنی عام فیاضی  
سے محروم رکھنا گوارا فرمائیں گے  
اس مفہوم کے مطابق

لفظ خست یعنی بخل کا مطلب  
کیا ہوگا؟ آیا بخل سے مراد  
یہ ہے کہ پلانے والا دل کھول

کے بندہ ”تہہ تہہ“ سے

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھتے

نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں  
اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے

جتنا کہ وہیم غیر سے ہوں تیج و تاب میں  
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے

حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں  
ہے مُشتمل نمودِ صُور پر و بُودِ بحر

یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں  
شرم اک اداے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی

ہیں کتنے بے حجاب کہ ہیں یوں حجاب میں  
آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز

پیشِ نظر ہے آئینہ دائمِ نقاب میں  
ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود

ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں  
غالب! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست

مشاہدہ حقیقت میں گر کہ تراز میں